دارالافتاء

عزیز زبیدی ۔ واربرٹن

استفتاء

(۱) دلالی: جہانیاں سے مولانا عبد السلام اور مولانا حافظ عبد القادر صاحب لکھتے ہیں کہ:

۱۔ ہر ملک میں دلالی کا جو نظام رائج ہے با اجرت یا بلا اجرت وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں،

۲۔ کیا آڑھتی بھی اس ضمن میں آتے ہیں یا نہیں؟ (مختصراً)

الجواب

دلالی: احناف کا خیال ہے کہ لوگ اس کے ضرورت مند ہیں لہذا جائز ہے، اجرت پر ہو تو وہ متعین ہونی چاہیے!

سئل عن محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال ارجو انه لا باس به وان كان فى الاصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام (رد المحتار ص ۵۳ ج ۵)

اگر فقہار کا یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر دورِ حاضر میں شاید ہی کوئی بات ممنوع رہ جائے، کیونکہ اکثر منہیات عام بھی ہیں اور لوگ ان کے ضرورت مند بھی جیسے سودی کاروبار۔

امام نووی نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا جو قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے "لوگوں کی ضرورت" نہیں بلکہ اصل جذبہ "الدین النصیحۃ" ہے اجرت پر ہو یا بلا اجرت۔

وقال عطاء ومجاهد وابو حنيفة يجوز بيع الحاضر للبادى مطلقا لحديث "الدين النصيحة" (شرح مسلم ص ۲ ج ۲ - كتاب البيوع)

وبهذا تمسك فى جوازه ابو حنيفة (بداية المجتهد ص ۱۶۶ ج ۲)

اگر دلالی بلا معاوضہ ہو تو امام بخاری کے نزدیک بھی جائز ہے۔ کیونکہ یہ بات "الدین النصیحۃ" کے تحت آجاتی ہے۔

قال ابن المنير وغيره حمل المصنف النهى (ان يبيع حاضر لباد) عن بيع الحاضر

للبادی علی معنی خاص وهو البیع بالاجر اخذاً من تفسیر ابن عباس وقوی ذلک بعموم احادیث: "الدین النصیحة" (فتح الباری ص ۳۷۲/۸)

امام بخاری کی تبویب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

باب هل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وهل یعینه اوینصحه وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استنصح احدکم اخاہ فلینصح له ورخص فیه عطاء (صحیح بخاری کتاب البیوع ص ۲۸۹/۱)

لیکن کتاب الاجارۃ، باب اجر السمسرۃ ص ۳۰۳/۱ میں دلالی کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ قال:

ولم یرابن سیرین وعطاء وابراهیم والحسن باجر السمسار باسا الخ۔

معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ معروف "دلال" ہے، وہ دلالی نہیں جو لا یبیع حاضر لباد میں ہے۔ اصل میں یہ ایک تکلف ہے، جو عموم حدیث کے خلاف ہے۔

شوافع کا نظریہ ہے کہ عام ضرورت کی شے کوئی اجنبی دیہاتی لے کر آتا ہے، شہری اسے کہتا ہے کہ اسے میرے پاس چھوڑ جائیں، بتدریج اسے گراں قیمت پر بیچ کر دوں گا۔

قال اصحابنا والمراد به (ای بتحریم بیع الحاضر للبادی) ان یقدم غریب من البادیة بمتاع تعم الحاجة الیه لیبیعه بسعر یومه فیقول له البلدی اترکه عندی لابیعه علی التدریج باغلی (نووی شرح مسلم ص ۲/۴)

صحیح یہ ہے کہ: بطور پیشہ جیسا کچھ یہ نظام دلالی رائج ہوگیا ہے، جائز نہیں ہے حضور کا ارشاد ہے

لا یبیع حاضر لباد (مسلم و بخاری وغیرہ)

کوئی شہری دیہاتی کے لیے دلالی نہ کرے۔

حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ "حاضر لباد" کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: اس کی دلالی نہ کرے۔

فقلت لابن عباس ما قوله حاضر لباد؟ قال لا یکن له سمسارا (مسلم ص ۲/۴ و بخاری ص ۳۰۳/۱)

امام بخاری اور دوسرے جن ائمہ کے نزدیک اس سے مراد بے اجرت دلالی ہے۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے، جس کے آخر میں آیا ہے کہ: الا یہ کہ کوئی خیر خواہی کے جذبہ سے کرے۔

فاذا استنصح الرجل فلینصح له (رواہ احمد من طریق عطاء بن السائب والبیهقی من طریق ابی الزبیر لکن العطاء مختلط وابا الزبیر مدلس) گو علی الانفراد یہ روایات متکلم فیہ ہیں تاہم بالکلیہ بیکار بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس سے دلالی مراد لینا محل نظر ہے، صرف یہ

کہ وہ اسے مناسب معلومات مہیا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اس کا قرینہ وہ روایت ہے جس میں آیا ہے کہ: گو وہ باپ یا بھائی کیوں نہ ہو۔

وان کان اباہ او اخاہ (رواہ ابوداؤد والنسائی) وان کان اخاہ لابیہ وامہ (بخاری و مسلم عن انس)

ظاہر ہے کہ اگر باپ یا بھائی یا ماں باپ کی طرف سے سگا بھائی ہو تو وہاں معاوضہ کی بات تو نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود فرمایا: اس کی دلالی نہ کی جائے۔

محرک: اس کی اصلی وجہ خود حدیث میں مذکور ہے کہ: اجارہ داری کا خاتمہ ہو اور آزادانہ خرید و فروخت ہو تاکہ خلقِ خدا کو آسانی سے روزی میسر ہو۔

لا یبیع حاضر لباد دعوا الناس یرزق اللہ بعضھم من بعض (مسلم ص ۴/۲)

اگر صاحب مال اپنا مال لے کر خود گاہک سے معاملہ کرے تو بھاؤ اور نرخ میں جو گرانی راہ پا جاتی ہے اس کا یقیناً سدباب ہو جائے۔ قال السندھی:

وذلک یتضمن الضرر فی حق الحاضرین فانہ لو ترک البادی لکان عادۃ باعہ رخیصا (حاشیہ نسائی ص ۲۱۵/۲)

جب ہر دیہاتی اپنے گھروں میں گندم، باغ اور دوسرا مال خود بیچ سکتا ہے تو شہر میں جا کر ان کو کیا ہو جاتا ہے، زیادہ سے زیادہ چند دن کی ناتجربہ کاری ہے اور وہ خود گھروں میں بھی برداشت کر لی جاتی ہے۔

دوسرا اس کا سبب "نجش" (ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دینا) ہے وہ بیچ میں مسابقت کا نتیجہ ہو یا صرف فریب کا۔ بہرحال یہ دونوں "دلالی" کی زمین سے ابھرتے ہیں، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے بھی روکا ہے، فرمایا

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن النجش (مسلم ص ۳/۲ و بخاری ص ۲۸۷/۱)

نجش کے معنی بدنیتی پر مبنی بولی دینا بھی مراد لی جائے تو بھی دوسری حدیث سے اس مسابقت اور بڑھ چڑھ کر بولی دینے سے منع آ گئی ہے گو وہ صرف لینے کے ارادہ سے بھی ہو۔ فرمایا:

لا یبیع بعضکم علی بیع اخیہ (بخاری ص ۲۸۷/۱ و مسلم ص ۳/۲ واللفظ للبخاری)

ہاں وہ چھوڑ دے تو اور بات ہے۔

لا یبیع احدکم علی بیع اخیہ حتی یبتاع او یذر (نسائی ص ۲۱۵/۲)

ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر "دلالی" کی دردسری درمیان سے نکل جائے تو یقیناً اشیاء اس قدر گراں نہ ہوں۔

ہاں بعض استثنائی صورتوں میں، جب کہ اس سے غرض خصوصی اعانت ہو تو اس کے لیے کوئی شخص بولی پر بولی بھی دے سکتا ہے اور کوئی اس کی دلالی بھی کر سکتا ہے، کیونکہ یہاں مقصد کاروبار نہیں اعانت ہے و ایں چیزے دیگرے۔

عن جابر بن عبد اللہ ان رجلا اعتق غلاما له عن دبر فاحتاج فاخذہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال من یشتریہ منی فاشتراہ نعیم بن عبد اللہ بکذا وکذا فدفعہ الیہ (بخاری ص۲۸۶ ج۱)

وقال الحافظ: وورد فی البیع من یزید حدیث انس:

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باع حلسا وقدحا وقال من یشتری هذا الحلس والقدح فقال رجل اخذتهما بدرهم فقال من یزید فاعطاہ رجل درهمین فباعهما منہ اخرجه احمد واصحاب السنن مطولا ومختصرا واللفظ للترمذی وقال حسن (فتح الباری ص۳۶۶ ج۸)

ہم بہرحال اس سسٹم کے قطعاً خلاف ہیں، اور مندرجہ بالا احادیث سے ہمیں یہی بات قرینِ حکمت نظر آتی ہے کہ: خرید و فروخت کے سلسلے میں جو دلالی راہ پا گئی ہے، وہ "اثمهما اکبر من نفعهما" کے قبیل کی چیز ہے۔ خود صحابہ کا یہ تاثر ہے کہ حضور نے "سمسار" (دلالی) کے نام کو بدل دیا تھا۔ کیونکہ اسے نیک شہرت حاصل نہیں ہے۔

آڑھتی: آڑھتی اگر اجناس خود خریدتا اور آگے بیچتا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، ہاں اگر "دلالی" کا "پیشہ" بھی اختیار کرتا ہے تو یہ صورت صرف اسی حد تک ناجائز ہے۔ خواہ وہ کمیشن کے نام پر لیں یا چونگی کے نام پر سب دلالی ہے۔

دونوں صورتوں میں ہمارے بعض اہل حدیث علماء کے نزدیک یہ دلالی جائز ہے (فتاویٰ ثنائیہ) مولانا شرف الدینؒ نے بعض صورتوں میں ان سے اختلاف کیا ہے۔ بانی جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک بھی "دلالی" کی کسی حد تک گنجائش ہے (ملاحظہ ہو رسائل و مسائل) مگر تسامح سے خالی نہیں ہے، حضرت امام شوکانیؒ کے نزدیک دلالی شرعاً ممنوع ہے۔ خواہ اس کی کوئی صورت ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

واحادیث الباب تدل علی انہ لا یجوز للحاضر ان یبیع للبادی من غیر فرق بین ان